JIBAS (The International Journal of Islamic Business, Administration and Social Sciences) (Quarterly) Trilingual (Arabic, English, Urdu)
ISSN: APPLIED FOR (P) & (E)
Home Page: http://jibas.org
Approved by HEC in Y Category
Indexing IRI (AIOU), Australian Islamic Library, Euro pub.
PUBLISHER HABIBIA RESEARCH ACADEMY
Project of **JAMIA HABIBIA INTERNATIONAL**, Reg. No: KAR No. 2287 Societies Registration Act XXI of 1860 Govt. of Sindh, Pakistan.
Website: www.habibia.edu.pk,
This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

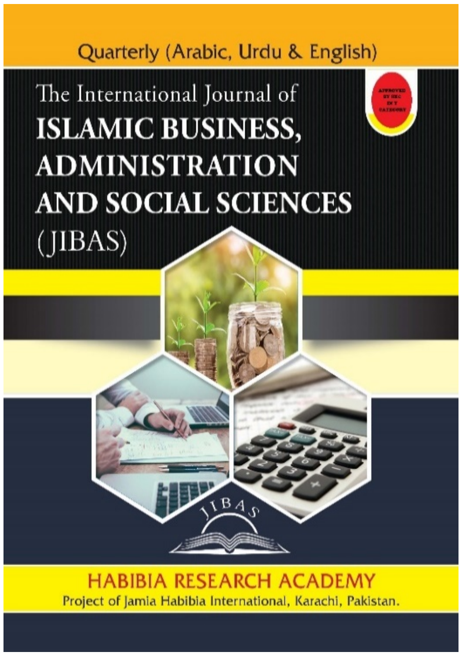

TOPIC:

RESEARCH AND COMPARATIVE ANALYSIS OF BASIC BELIEFS OF ISLAM, HINDUISM AND BUDDHISM AND THEIR SOCIAL IMPACT

اسلام، ہندومت اور بدھ مت کے بنیادی عقائد اور ان کے سماجی اثرات کا تحقیقی و تقابلی جائزہ

AUTHORS:

1. *Dr.Sobia Khan, Assistant Professor, Department of Islamic Culture, Govt Sadiq Collage Women University Bahawalpur. Email ID: sobiakousar.khan@gmail.com Oricd ID: https://orcid.org/0000-0001-9128-2071*
2. *Farhana Riaz,* Ph. *D Scholar, Department of Islamic Studies, Govt Sadiq Collage Women University Bahawalpur. Email ID: Sweetfari816@gmail.com Orcid ID: https://Orcid.org/0000-0002-81672372*
3. *Nazia Atta, Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, Govt Sadiq Collage Women University Bahawalpur. Email ID: naziaatta51@gmail.com Orcid ID: https://Orcid.org/0000-0002-7721-2533*

How to Cite: Khan, Sobia, Farhana Riaz, and Nazia Atta. 2022. "RESEARCH AND COMPARATIVE ANALYSIS OF BASIC BELIEFS OF ISLAM, HINDUISM AND BUDDHISM AND THEIR SOCIAL IMPACT: اسلام ، ہندومت اور بدھ مت کے بنیادی عقائد اور ان کے سماجی اثرات کا تحقیقی و تقابلی جائزہ". *International Journal of Islamic Business, Administration and Social Sciences (JIBAS)* 2 (4):85-102.
URL: http://www.jibas.org/index.php/jibas/article/view/94.
Vol. 2, No.4 || October –December 2022 || P. 85-102
Published online: 2022-12-30

QR. Code

RESEARCH AND COMPARATIVE ANALYSIS OF BASIC BELIEFS OF ISLAM, HINDUISM AND BUDDHISM AND THEIR SOCIAL IMPACT

اسلام، ہندومت اور بدھ مت کے بنیادی عقائد اور ان کے سماجی اثرات کا تحقیقی و تقابلی جائزہ

Sobia Khan, Farhana Riaz, Nazia Atta,

ABSTRACT:

Belief is the main foundation on which all religious actions and spiritual conditions are built. And if the foundation of the building is invalid, corrupt, and weak, then what will be the credibility of the building built on it? Faith is very important for all religious actions and spiritual conditions. Faith is like the soul of a body and all other actions are like its organs and limbs of it. Faith is like a root and a trunk and actions are like branches. So how can the branches of a tree whose root is dry remain green? How can it bear fruit? Apparently, no matter how much a person prays, is a pilgrim, is generous, or a pious person, until his faith is correct, the above actions will not give him any benefit, because when the root is dry, how can the branches be fruitful and productive? The religion of Islam and all its commands are based on correct beliefs. If a man's beliefs are not correct, even if he does good deeds day and night and performs good deeds, he will not receive the reward that has been promised for these deeds, because his beliefs are weak. In the same way, if a person has a belief against the basic beliefs of Islam, then he will not be called a Muslim, even if he appears to be a Muslim and performs Islamic deeds along with Muslims. In this article, the basic beliefs of Hinduism, Buddhism, and Islam along with their social impact are examined.

Keywords: *Basic beliefs, Islam, Hinduism, Buddhism, Social impact, Good deeds, Spiritual conditions.*

عقیدہ ہی وہ اصل بنیاد ہے جس پر تمام مذہبی اعمال کی عمارت تعمیر کی جاتی ہے۔ اور جس عمارت کی بنیاد ہی باطل اور کمزور ہو تو اس پر تعمیر ہونے والی عمارت کا کیا اعتبار ہو گا۔ تمام مذہبی امور اور روحانی احوال کے لئے عقیدے کی اصلاح ضروری ہے۔ مذہب کے لیے عقیدہ روح اور جان کی مانند ہے۔ اور باقی تمام اعمال و افعال انسانی جسم اور اعضاء کی مانند ہیں۔ عقیدہ تنے اور جڑ مانند ہے اور افعال و اعمال اس کی شاخ کی مانند۔ تو جب کسی درخت کی جڑ (اساس) ہی ویران اور خشک ہو تو اس درخت کی شاخیں کیسے ہری بھری اور سرسبز و شاداب رہ سکتی ہیں، اور اس پر پھل کیسے لگ سکتا ہے۔ ظاہری طور پر انسان جتنا نیک، مخلص پرہیز گار اور متقی کیوں نہ ہو جب تک اس انسان کا عقیدہ صحیح نہیں ہو گا اس کے یہ تمام اعمال اس کو کوئی فائدہ نہیں دیں گے۔ کیونکہ جب جڑ ہی ویران اور خشک ہے تو پھر اس کی شاخیں کیسے ہری بھری ہو سکتی ہیں۔ اسلام اور اس کے تمام ارکان کی اساس ہی عقائد کی درستگی پر ہے۔ اگر انسان کے عقائد کی ہی اصلاح نہ ہو تو پھر اد کے تمام نیک اعمال اور اس کی تمام نیکیاں جو اس نے سرانجام دیں ان کا اس کو کوئی اجر نہیں ملے گا۔ اسی طرح اگر کوئی انسان دینِ اسلام کی اساسی تعلیمات کے خلاف کوئی عقیدہ رکھتا ہے، تو اس انسان کو مومن (مسلمان) بھی نہیں کہا جائے گا، اگرچہ بظاہر وہ مسلمان ہی ہو اور مسلمانوں جیسے اسلامی افعال و اعمال بجالاتا ہو۔ مقالہ ہذا میں اسلام، ہندومت اور بدھ مت کے بنیادی عقائد اور ان کے سماجی اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

اسلام کا تعارف:

عقیدہ کا مفہوم: عقیدے کا لفظ: **عقد** " سے ماخوذ ہے، اور اس کے معنی "**گرہ**" اور "**گانٹھ**" کے ہیں۔

مصباح اللغات کے مطابق:"العقیدہ: جس پر پختہ یقین کیا جائے، جس کو انسان اپنا دین بنائے اور اس کا اعتقاد رکھے۔"[1]

فیروز اللغات کے مطابق:"عقیدہ (ع-ق-د-ہ) دل میں جمایا ہوا یقین، ایمان، اعتبار، اعتقاد۔"[2]

عقیدہ: عقیدہ کا لفظ "عقد" سے نکلا ہے۔ اور عقیدہ سے مراد وہ دلی تصدیق جو کسی تصور میں یقین کی کیفیت پیدا کر دے عقیدہ۔ عقیدہ کا مطلب گانٹھ اور گرہ کے ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح گرہ اور گانٹھ نہیں کھلتی اسی طرح عقیدہ بدلتا اور کھلتا نہیں ہے۔

عصر حاضر میں عقیدے کی اہمیت: عقیدے پر پختگی اگرچہ ہر دور میں انتہائی لازم ہے مگر دورِ حاضر میں عقیدے میں مضبوطی سابقہ تمام ادوار سے زیادہ اہم ہے۔ آج امّت محمدیہ ﷺ کا شیرازہ بکھر چکا ہے۔ ایک وطن، ایک شہر اور قصبہ کے لوگ مختلف گروہوں، تنظیموں اور فرقوں میں تقسیم ہو گئے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ عوام الناس پر عقیدے کی اہمیت و افادیت اور اس پر دوامت کے جملہ پہلو قرآن وسنّت کی روشنی میں اجاگر کیے جائیں تاکہ امّت کے باہمی اختلافات دور ہوں۔

اسلام کی تعریف: اسلام عربی زبان کا لفظ ہے جو لفظ "سلام" سے ماخوذ ہے، جس کا مطلب ہے "سلامتی"، اس کے مطلب میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا، فرمانبرداری کرنا۔ مختصر یہ کہ اسلام کا مطلب اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے ہوئے سلامتی کا راستہ حاصل کرنا۔[3]

اسلامی عقائد: مسلمانوں کے لیے چند باتوں کی تصدیق اور ان پر مکمل اور پختہ ایمان و یقین رکھنا ضروری ہے۔ وہ پانچ بنیادی عقائد ہیں، جنہیں "اصول ایمان" یا "ارکان ایمان" کہا جاتا ہے۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ اللہ پر ایمان

2۔ ملائکہ پر ایمان

3۔ آسمانی کتابوں پر ایمان

4۔ قیامت کے دن پر ایمان

5۔ رسولوں پر ایمان

قرآن کریم میں ارشاد ہے:"وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ"[4] (درحقیقت نیکی وہ ہے کہ جو اللہ پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، آسمانی کتابوں پر اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو)

ایک اور مقام پر ارشاد ہے:"وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا"[5]

"اور جو شخص انکار کرے اللہ کا، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور آخرت کے دن کا پس وہ دور کی گمراہی میں جا پڑا۔"

اللہ تعالیٰ پر ایمان: اسلام کا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ اللہ صرف ایک ہے۔ اللہ وحدہ لاشریک ہے۔ اس نے ساری کائنات کو پیدا کیا ہے۔ وہ اپنی تمام صفات میں بے مثل ہے۔ وہی حقیقی خالق ہے۔ اور تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ اس کی ذات ہر عیب اور نقص سے مبرّا ہے۔ وہ معبود برحق ہے اور اس بات کا مستحق کہ اس کی عبادت کی جائے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْوَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ"[6] (نہ اس نے کسی کو جنااور نہ وہ جنا گیا ہے، اور کوئی اس کا شریک کار نہیں)

ایمان باللہ کا شرعی حکم: اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات میں بے مثل اور لاشریک ہے، لہذا اس کی تمام ذات وصفات میں کسی کو شریک کرنا کفر ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: "إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ"[7] "بے شرک بہت بڑا گناہ ہے۔"

حدیث مبارکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے: "مَنْ أَحَبَّ لِلَّهِ، وَأَبْغَضَ لِلَّهِ، وَأَعْطَى لِلَّهِ، وَمَنَعَ لِلَّهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ"[8]

"جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے لیے عداوت رکھتا ہے، اللہ ہی کے لیے دیتا اور اللہ ہی کی خاطر کسی کو دینے سے ہاتھ روک لیتا ہے تو پس اس شخص نے اپنا ایمان مکمل کر لیا۔"

فرشتوں پر ایمان: ملائکہ "ملک" (فرشتہ) کی جمع ہے۔ ملائکہ ایک نورانی مخلوق ہیں۔ قرآن حکیم کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے بھی فرشتے موجود تھے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام فرشتوں کو الگ الگ ذمہ داریاں عطاء کر رکھی ہیں اور وہ کبھی اپنے فرائض میں کوتاہی نہیں برتتے۔ فرشتوں کی صحیح تعداد اللہ ہی جانتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ"[9]

"اور آپ کے رب کے لشکروں (فرشتوں) کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔"

فرشتوں کو مختلف شکلیں بدلنے پر قدرت حاصل ہے۔ امام بیضاوی فرشتوں کی حقیقت کے بارے میں ایک متفقہ قول روایت کرتے ہیں: "فذهب أكثر المسلمين إلى أنها أجسام لطيفة قادرة على التشكل بأشكال مختلفة"[10] "پس جمہور مسلمان آئمہ کے نزدیک ملائکہ وہ لطیف نورانی اجسام ہیں جنہیں (اپنی لطافت ونورانیت کے باعث) مختلف شکلیں بدلنے پر طاقت حاصل ہوتی ہے۔"

ملائکہ پر ایمان کا مطلب ہے کہ ملائکہ کے معصوم ہونے پر یقین رکھا جائے۔ اور ان کو تذکیر وتانیث سے بری مانے۔[11]

شرعی حکم: اللہ تعالیٰ کے تمام فرشتوں پر ایمان رکھنا ضروری ہے، جبکہ ان کے وجود کا انکار کرنا کفر ہے۔

تمام آسمانی کتابوں پر ایمان: تمام آسمانی کتب پر ایمان لانے کا معنیٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے لوگوں کی ہدایت کے لیے جتنی بھی کتابیں نازل کی ہیں وہ سب کلام اللہ ہیں، ان کو برحق مانا جائے اور ان سب پر ایمان لایا جائے۔ ان میں سب سے افضل کتاب قرآن مجید ہے جو کہ آخری کتاب ہے۔ اور اس کو آپ ﷺ پر نازل کیا گیا۔ اور قرآن مجید قیامت تک کے لوگوں کے لیے ہدایت کا سرچشمہ ہے۔[12]

شرعی حکم: تمام آسمانی کتابوں اور صحائف کے منزل من اللہ ہونے کا عقیدہ رکھنا ضروری ہے۔ اس کا انکار آیت قرآنی کا انکار ہے جو کہ کفر ہے۔

ارشادباری تعالیٰ ہے:"قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَى وَعِيسَى وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ"[13]

"(اے مسلمانو!) تم کہہ دو ایمان لائے ہم اللہ پر اور جو اتاری گئی (کتاب) ہماری طرف اور جو اتاری گئی ابراہیم، اسماعیل، اسحٰق اور یعقوب علیہم السلام پر اور جو دی گئی موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کو، اور (اسی طرح) جو دوسرے انبیاء کرام کو دی گئیں ان کے رب کی طرف سے، ہم ان میں سے کسی ایک میں بھی فرق نہیں کرتے، اور ہم اسی (معبودِ واحد) کے فرمانبردار ہیں۔"

تمام رسولوں پر ایمان: اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و کرم سے بندوں کی ہدایت ورہنمائی کے لیے جن پاک بندوں کو اپنا پیغام پہنچانے کے لیے مبعوث فرمایا ان کو نبی کہتے ہیں۔ یہ اللہ اور بندوں کے درمیان واسطہ ہوتے ہیں، جو لوگوں کو خدا کی طرف بلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے تمام نبیوں اور رسولوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اور کسی ایک کا بھی انکار نہ کیا جائے۔[14]

شرعی حکم: سیدنا آدم سے لے کر حضور ﷺ تک تمام انبیاء پر ایمان لازم ہے۔ کسی ایک بھی نبی یا رسول کا انکار کفر ہے۔

ارشادربّانی ہے:"تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ"[15] "یہ تمام رسول (جو ہم نے مبعوث فرمائے) ان میں سے بعض کو بعض پر ہم نے فضیلت دی ہے، ان میں سے کسی سے اللہ نے (براہ راست) کلام فرمایا اور کسی کو درجات میں (سب پر) فوقیت دی (یعنی حضور نبی اکرم ﷺ کو)۔"

حضور ﷺ نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے فرمایا:"أَسْلِمْ تَسْلَمْ قُلْتُ: وَمَا الْإِسْلَامُ؟ فَقَالَ: تَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ، وَتُؤْمِنُ بِالْأَقْدَارِ كُلِّهَا، خَيْرِهَا وَشَرِّهَا، حُلْوِهَا وَمُرِّهَا"[16] "اے عدی! اسلام قبول کرلو، محفوظ رہو گے۔ وہ کہتے ہیں میں نے کہا: اسلام کیا ہے؟ پس آپ ﷺ نے فرمایا: تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں اور کلیتاً تقدیر پر ایمان لاؤ، چاہے اچھی ہو یا بری، شیریں ہو یا تلخ۔"

آخرت پر ایمان: ایمان کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک اہم رکن ایمان بالآخرت کا عقیدہ ہے۔ قرآن کریم میں آخرت پر ایمان کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور انسانی زندگی پر اس عقیدے کے جو اثرات مرتب ہوتے ہیں انہیں واضح کیا گیا ہے۔

ہر انسان کو مرنے کے بعد دوبارہ حیات ہو کر پروردگار کی بارگاہ میں جواب دہ ہونا ہے اور اپنے دنیا میں کیے گئے تمام اعمال کا حساب دینا ہے۔ اور اس حساب کے نتیجے میں وہ جنت یا دوزخ کی صورت میں اپنے اعمال کی جزا پائے گا۔ اس مرنے کے بعد کی زندگی پر ایمان لانے کو ایمان بالآخرۃ کہا گیا ہے۔

شرعی حکم: آخرت کا ذکر قرآن کی متعدد آیات اور احادیث میں بھی مذکور ہے، جس کا انکار قرآن وحدیث کا کھلا انکار ہے۔

ارشادربّانی ہے:"وَمِنْ وَرَائِهِمْ بَرْزَخٌ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ"[17]

"اور ان کے آگے اس دن تک ایک پردہ (حائل) ہے (جس دن) وہ (قبروں سے) اٹھائے جائیں گے۔"

حدیث مبارکہ ہے: سیدنا انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: بندے کو (مرنے کے بعد) جب اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی (تدفین کے بعد واپس) لوٹتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سن رہا ہوتا ہے تو اس وقت اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اسے بٹھا کر کہتے ہیں: "مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَيَقُولُ: أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ، فَيُقَالُ: انْظُرْ إِلَى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ أَبْدَلَكَ اللهُ بِهِ مَقْعَدًا مِنَ الجَنَّةِ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "فَيَرَاهُمَا جَمِيعًا"[18]

"تو اس شخص (یعنی محمد ﷺ) کے متعلق (دنیا میں) کیا کہا کرتا تھا؟ اگر وہ مومن ہو تو کہتا ہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے (کامل) بندے اور اس کے (سچے) رسول ہیں۔ اس سے کہا جائے گا: (اگر تو انہیں پہچان نہ پاتا تو تیرا ٹھکانہ جہنم ہوتا) جہنم میں اپنے اس ٹھکانہ کی طرف دیکھ کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے اس (معرفت مقام مصطفیٰ ﷺ کے) بدلہ میں جنّت میں ٹھکانہ دے دیا ہے، پس وہ دونوں (جنّت و جہنم) کو دیکھے گا۔"

سماجی اثرات: انسان جب صدق دل اور خلوص نیت سے اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہوئے صرف اسی کو اپنا رب تسلیم کرتا ہے تو اس کے ہر عمل میں ایمان کی جھلک اور اور اس کے آثار نظر آنے شروع ہو جاتے ہیں۔ جب کوئی اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویدار ہو گا، اس کے دعویٰ میں صداقت ہو گی تو اس کا ثبوت بھی نظر آجائے گا، یعنی وہ اللہ کا مطیع و فرمانبردار ہو گا اور حتی الامکان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے کی سعی کرے گا۔

انسان کی زندگی پر عقیدہ توحید کے باعث مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں عقیدہ توحید کی وجہ سے مسلمان کے تمام ظاہری و باطنی اعمال اوراخلاق سنور جاتے ہیں۔ اور انسان دنیا وآخرت میں کامیاب ہوتا ہے۔ اس عقیدے کی وجہ سے بہت سی تبدیلیاں رونق پذیر ہوتی ہیں۔ اس کی مثال آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ سے ملتی ہے کہ آپ ﷺ نے کیسے اتنے مختصر وقت میں سارے عرب کی حالت بدل دی۔ عقیدہ توحید سے انسان کو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے، جو کہ روحِ انسانی کا فطری تقاضا ہے۔

اسلامی تعلیمات کے مطابق خدا نے انسان کو مختلف قسم کے قوی جذبات، احساسات اور استعداد سے نوازا ہے۔ اس کے لیے لازمی ہے کہ ان کو بروئے کار لاکر اور اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی اور بڑائی بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے بیوی، بچوں، خاندان اور معاشرے کے حقوق ادا کرے۔ اسلامی تمدن قائم کرے، رزق حلال کمائے، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دے۔ انسانوں کے لیے لازمی ہے کہ عبودیت کا اعتراف اور تشکر کا اظہار کریں، اس دنیا کو بہتر بنائیں اور آخرت کو سنواریں۔ اسلام میں وہ اصول واضح طور پر بتائے گئے ہیں جنکی روشنی میں مسلمان اپنی انفرادی، معاشی، سماجی اور سیاسی زندگیوں کے لیے قوانین وضع کرسکتے ہیں اور جن پر عمل کرکے اپنی دنیا بہتر بناسکتے ہیں اور اپنی آخرت بھی سنوار سکتے ہیں۔

عقیدۂ آخرت سے انسان میں جواب دہی کا احساس پیدا ہوتا ہے۔اور عقیدہ آخرت انسان کو اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ اللہ رب العزت کے ہاں یہ دنیا کی چیزیں کام آنے والی نہیں بلکہ خدا کی بارگاہ میں ہر انسان بالکل تن تنہا ہو کر جائے گا اور اس کو دنیا میں کیے گئے تمام اعمال وافعال کا جواب وحساب دینا ہوگا۔ اور یہی جواب دہ ہونے کا تصور انسان کو نیکیوں اور اچھے کاموں پر ابھارتا ہے اور برائیوں سے دور رکھتا ہے۔ آخرت کا تصور انسان کو عدل وانصاف کے قاعدہ سے روشناس کراتا ہے، ک دنیا میں کیے گئے بداعمال کا صلہ آخرت میں جہنم کی صورت میں ملے گا اور نیک اعمال کا صلہ جنت کی صورت میں ملے گا۔ جنت و دوزخ کا تصور انسان کو نیکیوں پر ابھارتا ہے۔

قرآن کریم میں فرمان ربی ہے:"لَنْ تَنْفَعَكُمْ أَرْحَامُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"[19] "قیامت کے دن نہ تمھاری رشتہ داریاں کسی کام آئیں گی نہ تمھاری اولاد"

ہندومت

ہندو کے لغوی معنیٰ:ھنود و ھندات والھند: ہندوستانی ملک کو ہند کہتے ہیں۔[20]

ہندومت: اہل ہند کا مذہب۔ ہندو دھرم[21] لفظ "ہندو" سنسکرت میں دریائے انڈس کے نام "سندھو" سے آیا ہے۔[22]

ہندومذہب کی تعریف: ہندومت کی تعریف میں اختلاف ہے۔ کہا جاتا ہے:"ہندو مذہب وہی ہے جو ایک ہندو کرتا ہے۔"[23]

بقول نہرو:"ہندومت کی کوئی مستند تاریخ نہیں ہے نہ ہی کوئی بانی، جو گائے کا احترام کرتا ہے وہ ہندو کہلاتا ہے۔"[24]

ہندومت اور دیگر مذاہب میں فرق: ہندومت اور دنیا کے باقی مذاہب میں اساسی طور پر تین طرح کا فرق پایا جاتا ہے:

1۔ ہندومت کا کوئی بانی نہیں ہے، ہندومت کب اور کس طرح وجود میں آیا معلوم نہیں ہے۔

2۔ ہندومت میں کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جس کی پیروی سب پر لازم ہو اس کا کوئی مخصوص فلسفہ یا عقیدہ نہیں ہے۔

3۔ ہندو مذہب ایک غیر اداراتی مذہب ہے، ہندو ادارے تو ہیں لیکن خود ہندومت کا کوئی ادارہ نہیں ہے جو لوگوں کو اس بات پر پابند کرے کہ عبادت اس قسم کی ہو۔[25]

ہندومت کے عقائد: ہندو مذہب میں عقائد اور پوجا کے معاملات میں زیادہ سے زیادہ آزادی پائی جاتی ہے۔مذہب ایسا دعوٰی ہرگز نہیں کرتا کہ انسان کی آخری تکمیل ان ذرائع سے ہوسکتی ہے، جن کو یہ پیش کررہا ہے۔ ہندو دھرم کی بنیاد کسی خاص قسم کی عبادت یا پوجا پر استوار نہیں کی گئی تھی، اسی وجہ سے عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ ہندو دھرم میں تمام قسموں کے مذہبی عقائد، پوجا کے گوناگوں طریقے اور وسیع طرزوں کے رسم ورواج اور مذہبی رسوم ادا کرنے کے مختلف طریقے پائے جاتے ہیں۔[26]

1۔ ہندومت میں خدا کا تصور: خدا کے بارے میں ہندوؤں کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ واحد ہے؛ ابدی ہے؛ یعنی اس کی ابتداء ہے، نہ انتہاء، وہ مختار ہے، قدیم ہے، حکیم ہے۔[27]

یہ لوگ خدا کو ایشور کہتے ہیں،یعنی بے نیاز اور بخشنے والا،جو دیتا ہے اور لیتا نہیں ہے۔خدا کے وجود کو ہی وہ حقیقی وجود مانتے ہیں اس لیے کہ دوسرے موجودات کا سبب وہ ہے۔[28]

2۔فرشتوں کے بارے میں: ہندوؤں کے ہاں فرشتوں کا حال واضح نہیں، مگر یہ کہا جاتا ہے کہ مخلوقات کی ایک قسم "دیوتا"ہیں جو مرد بھی ہیں اور عورت بھی، جن کو "دیوتے" اور " دیوتیاں"(دیو اور دیویاں) کہتے ہیں،اور یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا کے کام ان کے تابع ہیں، مثلا اندر دیوتا جو جنت(سورگ)کا راجہ ہے؛مینہ برساتا ہے۔جمراج یعنی دھرم رائی نرک کا داروغہ ہے،جو مرنے کے بعد خلقت کا انصاف کرنے والا ہے۔نارو دیوتا،لوگوں کے اعمال لکھنے والا ہے۔برشپت دیوتا جو ان سب کا گرو ہے۔ان دیوتاؤں کے علاوہ اور بھی دیوتا ہیں،جو مخصوص جگہوں پر متعین ہیں۔[29]

آسمانی کتابوں کے بارے میں: ہندوؤں کے نزدیک چاروں وید آسمانی کتابیں ہیں،ان کے چار مشہور وید درج ذیل ہیں:

1۔رگ وید　　2۔یجر وید　　3۔سام وید　　4۔اتھر وید

لیکن ہندوؤں کی ہی کتابوں سے معلوم ہوا ہے کہ اصل میں وید تین ہیں اور چوتھا وید یعنی "اتھر وید" باقی ویدوں سے ماخوذ ہے۔[30]

ہندوؤں کے دین کے پیشوا: اگرچہ ہندوؤں کے دین کے بھی بہت سے پیشوا ہوئے ہیں لیکن ان کے اخلاق اور افعال عجب طرح کے ہیں، جن سے عقل حیران ہے۔ان کے دین کا بڑا پیشوا برہما ہے۔برہما کو خدا کا رسول مانتے ہیں ان کے اعتقاد کے مطابق چاروں وید برہما کے منہ سے نکلے ہیں اور وہ ویدوں کو کلام الٰہی مانتے ہیں۔شاستروں سے متعلق ان کا عقیدہ ہے کہ وہ ویدوں سے ماخوذ ہیں یعنی ویدوں سے نکلے ہیں، چنانچہ برہما ان کے سب پیشواؤں کا پیشوا ہے۔[31]

قیامت کے بارے میں: ہندومت میں ہندوؤں کے ہاں جب کوئی انسان یعنی گناہگار مرتا ہے تو مرنے والے کی روح کو جمراج کے پاس لے جایا جاتا ہے۔جمراج اس کے اعمال کا حساب لیتا ہے۔اور پھر اس کے اعمال کے مطابق اس کو دوسرا جسم ملتا ہے۔اور پھر وہ روح اس جسم میں اپنے گزشتہ اعمال کی سزا پاکر اس کے بعد پھر اس کو اور جسم میں داخل کیا جاتا ہے،اسی طرح ہر بار اس کو اس کے اعمال کے مطابق جسم ملتا ہے اور وہ ہزاراہا بار جنم لیتا رہتا ہے، اور یہ جنم کبھی مکھی کی شکل میں ہوتا ہے، کبھی مچھر، کبھی بھڑ، کبھی کتے کبھی درخت اور کبھی کسی شکل میں۔ اور پھر اسی طرح بہت سارے جنموں کے بعد جب وہ روح گناہوں سے پاک صاف ہوجاتی ہے تو پھر اس کو مکھش یعنی نجات حاصل ہوجاتی ہے۔اور اس کی نجات یہ ہے کہ وہ روح فنا ہو کر خدا کی ذات میں حلول کر جاتی ہے۔[32]

تقدیر کا نظریہ: قدر تقدیر کا نظریہ ہے ہندومت میں دو افراد کے درمیان پیدائشی فرق، مثال کے طور پر ایک بچہ صحت مند پیدا ہوتا ہے جبکہ دوسرا بچہ معذور پیدا ہوتا ہے۔ایک بچہ ایک امیر گھرانے میں جنم لیتا ہے جبکہ دوسرا بچہ ایک غریب گھرانے میں جنم لیتا ہے، دوبارہ پیدائش پہلے جنم کے اعمال پر منحصر ہوتا ہے۔دوسرے جنم کا کوئی سائنسی یا منطقی ثبوت موجود نہیں ہے۔[33]

ہندومذہب کا بنیادی تناسخ کا عقیدہ: ہندومت میں دوسرے جنم کا نظریہ، از سر نو جسم، روح کا تناسخ واقع ہونا یا روح کا دوسرے قالب میں ڈھلنا: تناسخ یا آواگون (کا عقیدہ) ہندومت کا بنیادی عقیدہ ہے۔ جو شخص عقیدہ تناسخ کا قائل نہیں ہے وہ ہندو نہیں ہے۔

سنسکرت میں اس عقیدے کا نام "آواگون" یا "جونی چکر" ہے۔ اس کا مطلب ہے گناہوں اور نیکیوں کی وجہ سے دوبارہ جنم لینا اور مرنا۔ ہندوؤں کے اس عقیدے کے مطابق روح نروان یا مکھتی حاصل کرنے کے لیے دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار بار چکر لگاتی ہے۔ ہندو مذہب کے لوگ پیدائش اور موت کے ایک تسلسل پر یقین رکھتے ہیں۔[34]

ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ مرنے کے بعد اگرچہ انسانی جسم فنا ہو جاتا ہے لیکن روح باقی رہتی ہے، اور پہلے جنم میں کیے گئے اعمال کی سزاء و جزاء پانے کے لیے کسی دوسری حالت میں جنم لیتی ہے اور یہ جنم بار بار ہوتا ہے، اور یہ سلسلہ ایک لامتناہی مدت تک جاری رہتا ہے۔

گائے: گائے کے بارے میں ہندومت میں یہ عقیدہ پایا جاتا ہے کہ دیوتا گائے کے جسم میں رہتے ہیں، اور ہندو گائے کی پوجا کرتے ہیں۔ اور ہندو گائے کو مقدس سمجھتے ہیں اور اس کی تعظیم کرتے ہیں۔[35]

نیوگ: نیوگ کا مطلب ہے کہ جب کوئی عورت بیوہ ہو جائے تو پھر وہ کسی اور سے نکاح نہیں کر سکتی۔ شہوت کی تسکین کی خاطر چاہے تو ایسے کسی مرد کے پاس جا سکتی ہے، اولاد پیدا کر سکتی ہے مگر نکاح نہیں کر سکتی۔ اور اگر کسی عورت کی صرف بیٹیاں ہوں تو وہ اپنے شوہر کے ہوتے ہوئے بھی دوسروں مردوں کے پاس جا سکتی ہے اور اگر کسی عورت کی اولاد نہ ہوتی ہو تو وہ بھی اپنے شوہر کے علاوہ دوسرے مردوں کے پاس جا سکتی ہے۔[36]

سماجی اثرات: سماج ایک ایسی بنیادی اور اساسی ضرورت ہے کہ جس کے بغیر زندگی کا نامکمل ہے۔ اور اسی سماج میں رہ کر انسان ہر طرح کے اچھے یا برے کام کرتا ہے۔ سب سے اہم چیز عبادت ہے اور عبادت میں سب سے اہم توحید الٰہی ہے۔ ہندوؤں کے ہاں بہت سے خدا ہیں بلکہ وہ تو ہر چیز کو خدا مانتے ہیں۔ جبکہ اس کے برعکس مسلمان صرف ایک خدا کی ذات پر یقین رکھتے ہیں۔ اور اسی کو حقیقی معبود مانتے ہیں۔

دوسری اہم چیز نماز ہے۔ ہندومت میں ایک فرض عبادت ہے، جس کا نام "سندھیا" ہے۔ اور یہ تین اوقات میں ادا کی جاتی ہے:

1۔ صبح کا وقت، 2۔ دن کے درمیان کا وقت، 3۔ شام کا وقت۔ ہندو اپنی اس عبادت میں اپنے دیوتاؤں کی تعظیم کرتے ہیں۔ آنکھیں اور ناک بند کر کے ان کا تصور کرتے ہیں۔

اسلام کا ان سب چیزوں سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ یہ سب ہندوؤں کے کام ہیں۔ آج کے دور میں مسلمانوں نے ہندوؤں کے اثر کی وجہ سے ان کی بعض رسوم اختیار کر رکھی ہیں، جیسا کہ بیوہ کا نکاح نہ کرنا وغیرہ۔

آواگون یا تناسخ الارواح کے نظریہ نے ہندو معاشرے میں ذات پات کی بندشوں کو لازمی قرار دیا۔ پہلے تو ذات پات کی تقسیم پیشوں کے اعتبار سے تھی، اب مذہبی ضروریات کی بناء پر یہ تقسیم ناگزیر سمجھی گئی، سب سے اعلیٰ طبقے میں برہمن شمار کیے گئے جو مذہب اور تعلیم کے

اجارہ دار تھے۔ ان کے بعد کھشتری تھے جو حکومت کرنے اور جنگوں میں حصہ لینے کی صلاحیت رکھتے تھے، لیکن جنہیں اپنے اعمال سے اگلے جنم میں برہمن بننا تھا۔ ان کے بعد ویش قرار دیے گئے۔ ویش کے بعد شودر جو انسان زندگی کے چکر میں سب سے کم تر مقام پر ہیں۔
اس ذات پات کی تقسیم کے اثرات ہندو مذہب اور قوم پر پڑنے لازمی تھے۔ پوری قوم مختلف گروہوں اور قوموں میں تقسیم ہو گئی۔ موجودہ زمانے میں بھی ہندو مذہب میں یہ عقائد موجود ہیں، ان میں تھوڑی بہت ترمیم بعض مذہبی رہنماؤں کی تعلیمات پر کی گئی ہے، حتّٰی کہ اسے تبلیغی مذہب بنانے کی بھی کوشش کی گئی ہے۔

بدھ مت: بدھ مت ہندوستان کا ایک ایسا مذہب ہے جو بین الاقوامی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ بدھ مت کا ظہور چھٹی صدی قبل مسیح ہوا جس علاقے میں اس مذہب کی ابتداء ہوئی وہ اب بہار اور مغربی بنگال کے صوبوں پر مشتمل ہے۔ بدھ مت کے بانی کا ذاتی نام سدھارتھا۔ گوتم ان کا خاندانی نام تھا۔ عرفان حاصل کرنے کے بعد آپ بدھ کہلائے۔

الموسوعۃ المیسرہ فی الادیان والمذاہب سے بدھ مت کی تعریف ملاحظہ ہو: **"البوذيةالديانة المنتشرة في الهند وآسيا الوسطى فهي ديانة وثنية تحمل معها الأصنام حيث سارت،وتبني الهياكل،وتنصب تماثيل"بوذا "حيث حلت ونزلت"**[37]

"بدھ مت: ہندوستان اور وسطی ایشیا میں پھیلنے والا مذہب۔ یہ ایک بت پرست مذہب ہے جو اپنے ساتھ بت رکھتا ہے جہاں وہ چلتا تھا، اور ڈھانچے بناتا ہے، اور "بدھ" کے مجسمے کھڑا کرتا ہے جہاں یہ اترا تھا۔"

بنیادی عقائد: بدھ مت کے بعض اساسی عقائد ہیں جو تمام بدھ فرقے مانتے ہیں۔ ہنایانہ فرقہ جو سری لنکا، تھائی لینڈ اور برما وغیرہ میں پایا جاتا ہے، وہ ان پر سختی سے کاربند ہے، البتہ مہایانہ فرقے نے اس میں کافی ردوبدل کیا ہے۔

خدا اور روح: انہوں نے خدا کے بارے میں کوئی بات صریحی طور پر اور صاف صاف نہیں کی۔ ان کا خیال تھا کہ اس کے متعلق غور و فکر اس زندگی کے لیے مفید نہیں۔ وہ اس دنیا کے علاوہ بہت سی دنیاؤں کے قائل تھے لیکن وہ کسی دوسرے عالَم کے قائل نہ تھے۔ انہوں نے اس دنیا کے وجود میں آنے کے اسباب و علل پر بھی کوئی خاص روشنی نہیں ڈالی ہے۔[38]

ان کا فلسفہ: وہ اس بات پر بہت زور دیتے تھے کہ دنیا میں جو بھی چیزیں ہیں وہ اسباب و علل کے ماتحت آئی ہیں اور ہر چیز ہر لمحہ ایک غیر محسوس اور نامعلوم طریقے پر بدلتی رہتی ہے یعنی ہر شے قانون تغیر و تبدل اور علّت کی تابع ہے۔

تناسخ اور کرم: گوتم بدھ نے بھی ہندوستان میں جنم لیا اسی لیے وہ تناسخ کے عقیدے کو رد نہ کر سکے۔ گوتم بدھ نے بھی انسان کا بار بار پیدا ہونا تسلیم کیا لیکن چونکہ وہ روح کے قائل نہ تھے اور اسے انسانی اجسام سے علیحدہ ایک چیز قبول کرنے سے انکار کر چکے تھے اسی وجہ سے انہوں نے اس سوال کا تسلی بخش جواب "کرم" کے نظریے کی صورت میں پیش کیا۔ اور اسے ایک راز اور معمّہ کہہ کر مزید سوالات سے روک دیا۔

سیدھا راستہ: یہ سیدھا راستہ چار حقیقتوں پر مبنی ہے:

1۔ غم　　2۔ سبب غم　　3۔انسدادِ غم　　4۔ فنائے غم

ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔انسان کی زندگی میں وہ واقعات جو پیدائش، احساسات، انحطاط، علالت اور موت سے متعلق ہیں۔ اور وہ جو خوش گوار چیزوں سے جدا کرتے ہیں یاناخوش گوار سے دوچار کرتے ہیں، ان تمام صورتوں سے وہ حالتیں پیش آتی ہیں جو دکھ درد سے بھری ہوئی ہوتی ہیں۔

2۔احساس کے بعد جو خواہش پیدا ہوتی ہے وہی تمام دکھ درد کی جڑ ہوتی ہے۔

3۔اگر ہم اس تشنگی، اس خواہش اور اس ہوس کو ماردیں تو غم سے نجات حاصل ہو سکتی ہے۔

4۔اس نروان (مقصد) کو حاصل کرنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے اور وہ بدھ کے بتائے گائے راستے یا پھر سیدھے راستے کے مطابق عمل کرنا ہے۔ اور یہ سیدھا راستہ آسان راستہ نہیں ہے۔ گوتم نے اس کی پیمائش کرکے اس کو ذیل میں دیے گئے آٹھ حصص میں تقسیم کیا ہے۔[39] جو کہ درج ذیل ہیں۔

الموسوعہ المیسرہ فی الادیان والمذاہب میں لکھا ہے: " **يجب على البوذيِّ التقيد بثمانية أمور حتى يتمكن من الانتصار على نفسه وشهواته**

1-الاتجاه الصحيح المستقيم الخالي من سلطان الشهوة واللذة وذلك عند الإقدام على أي عمل.

2– التفكير الصحيح المستقيم الذي لا يتأثر بالأهواء.

3– الإشراق:الصحيح المستقيم.

4– الاعتقاد المستقيم الذي يصحبه ارتياح واطمئنان إلى ما يقوم به.

5– مطابقة اللسان لما في القلب.

6– مطابقة السلوك للقلب واللسان.

7– الحياة الصحيحة التي يكون قوامها هجر اللذات.

8– الجهد الصحيح المتجه نحو استقامة الحياة على العلم والحق وترك الملاذ"[40]

"ایک بدھسٹ کو اپنے آپ کو اور اپنی خواہشات پر قابو پانے کے لیے آٹھ چیزوں پر عمل کرنا چاہیے:

1۔ صحیح، سیدھی سمت، ہوس اور لذت کے تسلط سے پاک، کوئی بھی عمل کرتے وقت۔

2 - صحیح، سیدھی سوچ جو خواہشات سے متاثر نہ ہو۔

3 -الاشراق: صحیح اور سیدھا رزق ہے۔

4 -سیدھا عقیدہ جو اپنے کاموں پر اطمینان اور اعتماد کے ساتھ ہو۔

5 -دل کی بات سے زبان کو ملانا۔

6 -دل اور زبان کے رویے میں موافقت۔

7 - صحیح زندگی جس کی بنیاد لذتوں کو ترک کرنے پر ہو۔

8-علم اور سچائی پر زندگی کی صراط مستقیم اور پناہ کو ترک کرنے کی طرف صحیح کوشش۔

ان آٹھ باتوں پر عمل کرکے "نروان" حاصل کی جاسکتی ہے۔

سماجی اثرات: بدھ مت جس کی بنیاد چھٹی صدی قبل مسیح میں رکھی گئی اپنی ابتداء ہی سے دنیا کے عظیم مذاہب میں شمار ہوتا آیا ہے۔ ابتدائی نشو ونما کا دور گزرنے پر اس نے دو بڑی صورتیں اختیار کیں: سری لنکا اور برما جیسے ملک میں تو اس نے اپنی ابتدائی سادہ روایات کو برقرار رکھا لیکن چین اور جاپان میں یہ دوسرے مذاہب سے متاثرہ ایک پیچیدہ عقیدہ کی حیثیت سے پھلا پھولا۔ بدھ مت کی ڈیڑھ ہزار سالہ تاریخ اور اس کے نوے کروڑ سے زائد پیروکاروں کا مجموعی طرز عمل یہ ثابت کرتا ہے کہ یہ ایک انقلابی تحریک نہ تھی بلکہ اس کا فلسفہ سلبی اور منفی اقدار پر قائم تھا،اس کا کوئی جامع دینیاتی نظام نہیں اور اس میں سیاسی، معاشی اور معاشرتی ضرورتوں کو پورا کرنے کی صلاحیت نہیں۔ گوتم بدھ واقعی سلیم الفطرت انسان تھے، انہوں نے جو عرفان پایا اس کی بناء پر لوگوں کو تعلیم دی، لیکن یہ تعلیم انسانیت کے حقیقی دکھوں کا مداوا پیش نہیں کرتی، اس کے گوناگوں مسائل کا حل نہیں بتاتی اور اس کو ترقی، کامیابی اور مادی فلاح کی منزل کی طرف نہیں لے جاتی۔ اسمیں شاید انفرادی نجات کا کوئی پہلو ہو لیکن انسانی نجات کا کوئی پہلو نہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے ایشیائی ممالک میں اسلام کے مثبت اور ایجابی فلسفے اور زندگی کے قابل عمل حقائق کو متعارف کرایا جائے۔ بدھ مت انسانی تخلیق کا کوئی مقصد قرار نہیں دیتا۔ گوتم بدھ نے روح، خدا اور تخلیق کائنات کی علّت وغیرہ جیسے بنیادی مسائل کو سلجھانے یا اپنے انداز سے بیان کرنے کی کوشش کبھی نہ کی۔ بدھ مت کے برعکس دیگر مذاہب میں ان امور کو نہایت غیر معمولی اہمیت دی جاتی رہی ہے کو نہ یہی تصورات ہر بڑے مذہب کی فکری بنیادوں کا درجہ رکھتے ہیں۔ گوتم نے چونکہ ان معاملات کو نظر انداز کردیا لہذا عام لوگ ان کے نظریات و افکار کو محض اخلاقی اصلاح کا پر امن ضابطہ خیال کرنے لگے۔ مغرب میں بدھ مت کا تعارف ایک مخصوص انداز فکر اور فلسفیانہ نظام کی حیثیت سے ہوا۔ بہت سے مغربی مفکرین تیرہویں اور اٹھارہویں صدی میں اس کی تعلیمات کی طرف راغب ہوئے اور انہوں نے اپنے فلسفیانہ نظامات میں رہتے ہوئے بدھ افکار کے حوالے سے قابل قدر کام کیا۔ بدھ مت کے عقائد کا یہ مجموعہ مذہب سے زیادہ ایک فلسفہ ہے جو خدا کے بارے میں خاموش رہتے ہوئے یہ درس دیتا ہے کہ کرم اور نروان کے ذریعے نجات کی سلطنت میں داخل ہو جاؤ۔

تقابلی جائزہ: مذاہب عالم میں صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو زندگی کو ناقابل تقسیم سمجھ کر اس کی دین اور دنیا دونوں کے لیے ایک مکمل ضابطہ مہیا کرتا ہے، جس کے دونوں حصے باہم ایک دوسرے کا تکملہ کرتے ہیں 'دین کا شعبہ اسلامی معاشرے کے ہر فرد کے کردار کی

تعمیر کرتا ہے۔ دین کا دوسرا حصہ ایسے تربیت شدہ افراد کو ملا کر ایک مثالی اور کامیاب معاشرہ کی تشکیل کو مکمل کرتا ہے۔

ان مذاہب کا مشترکہ نقطہ نظر یہ ہے کہ انسانی زندگی میں معاشرے اور اس کی ساخت و نوعیت کو کوئی اہمیت نہیں۔ انسان کا خدا سے جو تعلق ہے وہ معاشرے کے ذریعے نہیں، براہ راست ہے۔ ان کے عقیدے کی رو سے مذہب اور روحانیت انسان کے باہمی تعلقات سے کوئی بحث نہیں بلکہ مذہب انسان اور خدا کے شخصی تعلق کا نام ہے۔ اسلام کی تعلیم اس کے برعکس یہ تھی کہ فرد اگر خدا کے ساتھ رابطہ پیدا کرنا چاہتا ہے تو یہ رابطہ صرف معاشرے کے توسط سے قائم ہو سکتا ہے۔

مذاہب عالم میں اسلام اپنے مخصوص نظریے اور عقائد کے باعث جداگانہ حیثیت رکھتا ہے۔ اس پر کبھی دیگر مذاہب کا تسلّط قائم نہ ہو سکا۔ اسلامی عقیدے کے یہ دو اجزاء (توحید و رسالت) نہایت مختصر اور سادہ ہیں۔ بنیادی عقائد اور بنیادی اعمال و فرائض مذہبی کا یہ اختصار اور سادگی دیگر مذاہب عالم میں نہیں پائی جاتی' بلکہ ان کی دانش اور فہم کے لیے ایک خاص طریق فکر اور فلسفہ کی مشق کی ضرورت ہے۔

خلاصہ بحث: دنیا کے تقریباً تمام مذاہب میں بھلائی کے کاموں کا تصور ہے۔ غریب لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، ضرورت مندوں کی حاجت پوری کرنا، مشکل کے وقت کسی کے کام آنا، رفاہ عامہ کے کام سرانجام دینا، اپنے اپنے مذہب کے مطابق مختلف مذہبی عبادات اور رسوم ادا کرنا، یہ تمام کام ہر مذہب میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن ان تمام نیک کاموں کے باوجود وہ آخرت میں کامیاب نہیں ہوتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور ان کے یہ تمام اعمال قبولیت کا درجہ حاصل نہیں کرتے۔ کیونکہ اعمال کی قبولیت کے لیے عقائد کی اصلاح ضروری ہے۔ اور جب تک انسان کا عقیدہ درست نہ ہو اس کا ہر فعل نامقبول اور مردود ہے۔

ہمیشہ سے قوموں کی یہ تاریخ رہی ہے کہ سب سے پہلے لوگوں کو ان کے عقائد کی درستگی پر زور دیا گیا اور اسی عقائد کی درستگی کو اعمال کی قبولیت کی اساس قرار دیا گیا۔

ایمان کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اسلام کے تمام بنیادی عقیدوں کی تصدیق اور اقرار کرے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ کو ایک ماننے، اللہ تعالیٰ کے صفات کی تصدیق کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری رسول مانے، تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی رسالت اور فرشتوں کے وجود کا اقرار کرے، تمام آسمانی کتابوں کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نزول کو تسلیم کرے، قیامت، بعث بعد الموت اور جنت و جہنم وغیرہ کے وجود کا اقرار کرے۔

اگر کوئی شخص نماز، زکوۃ، روزہ اور حج وغیرہ کی ادائیگی کا اہتمام کرے، مگر اسلام کے بنیادی عقائد کی تصدیق نہ کرے، تو وہ مسلمان نہیں ہو سکتا ہے؛ لہذا ہر ایک کے لیے اسلام کے بنیادی عقائد کا علم حاصل کرنا بے حد ضروری اور امر لابدی ہے؛ تا کہ وہ سچا مسلمان بن سکے اور وہ ثواب حاصل کر سکے، جس کا نیک اعمال پر وعدہ کیا گیا ہے۔ نیز وہ اللہ تعالیٰ کا مقرب بندہ بن سکے۔

ہندو مت ایک قدیم مذہب ہے جس کی وجہ سے اس کے عقائد و اعمال تغیر پذیر ہیں۔ ہندو مذہب کے بنیادی عقائد میں مخلوق پرستی، کئی دیوتاؤں کا تصور، کَرَم، تناسخ، حیوان پرستی، شجر پرستی، خدا پرستی اور بت پرستی کو نمایاں حیثیت حاصل ہے۔

ہندو دھرم کے ماننے والے بے شمار کفریہ عقائد و اعمال کے پیروکار ہوتے ہیں۔

بُدھ مت کے بانی سدھارتھا کی چھ ہزار سال قبل از مسیح میں پیدائش ہوئی ۔ بدھ مت کے اساسی عقائد میں دنیا سے بے رغبتی ضروری ہے۔ آج بھی اس مذہب کے پیروکار زرد رنگ کی چادریں اوڑھتے ہیں۔ ان کے عقائد میں دکھ سے نجات حاصل کرنا اور نروان حاصل کرنا ہے۔ بدھ مت کے ماننے والوں کا عقیدہ یہ ہے کہ بس یہ دنیا ہی ہے، اگر اس دنیا میں نروان حاصل کر لوگے تو روح کو نجات حاصل ہو جائے گی۔ اور اس سب کے لیے اپنی ذات کو دنیا کی آسائشوں سے دور اور پاک وصاف رکھنا ہوگا۔ بدھ مت میں سب سے زیادہ توجہ اخلاقیات پر دی گئی ہے۔

نتیجہ بحث: اسلام ،ہندومت اور بدھ مت کے بنیادی عقائد کے جائزے سے تینوں مذاہب کی خوبیاں اور خامیاں واضح ہو گئی ہیں ۔ اسلام، ہندومت اور بدھ مت کے بنیادی عقائد کی تحقیق کا بنیادی مقصد یہ ہے تینوں ادیان کے بنیادی عقائد کا غیر متعصبانہ تقابل اور غیر جانبدرانہ موازنہ کا جائے ۔ مزید یہ کہ تینوں مذاہب کی خوبیوں اور بنیادی عقائد کو دل سے تسلیم کیا جائے۔ اگر اس تحقیقی جائزہ کے دوران کسی مذہب کے بنیادی عقائد میں کوئی خوبی سامنے آجائے تو اس کو سراہا جائے۔ دین اسلام کی فضیلت کو مدلل انداز میں واضح اور روشن کیا جائے تاکہ موجودہ نسل اور تعلیم یافتہ حضرات اس پر شعوری ایمان لائیں اور اسے اپنی زندگی میں نافذ کریں۔ اسلامی عقائد کی دیگر دونوں مذاہب کے عقائد کے مقابلے سے نہ صرف اسلام کی حقانیت اور صداقت واضح ہو گئی ہے بلکہ دین اسلام کا دیگر مذاہب کے مقابلے میں آسان اور فطرت سے ہم آہنگ ہونا بھی واضح ہو گیا ہے۔

حوالہ جات:

[1]Bilyawi, Abd-Ul-Hafeez, Ab-Ul-Fazal, Molana, "Misbah-Ul-Lughat", (Maktaba Qouddousiya, Urdu Bzar, Lahore, 1999 A.D), P:541

بلیلاوی، عبد الحفیظ، ابوالفضل، مولانا، مصباح اللغات، (لاہور: مکتبہ قدوسیہ اردو بازار، 1999ء)، ص541

[2]Feroz-Ud-Din,Alhaj, Molvi, "Feroz-Ul-Lughat", (Feroz Sons Limitted, Lahore), P:900

فیروزالدین، الحاج، مولوی، فیروز اللغات، (لاہور: فیروز سنز لمیٹڈ، س ن)، ص900

[3] Naik Zakir,Abdulkareem,Dr,"Islam Or Hindumat",(Zuhair Publishers,Lahore),09

نائیک ذاکر، عبد الکریم، ڈاکٹر، اسلام اور ہندومت، (لاہور: ظہیر پبلشرز، س ن)، ص9

[4] Albaqrah(2):177

البقرہ(2):177

[5] Alnisa(3):136

النساء(4):136

[6] Alikhlas(112):3,4

الاخلاص(112):3،4

[7] Luqman (31):13

لقمان(31):13

[8]Al-Sajistani, Abu Dawood, Suleman Bin Ashas, “Al-Sunan”, (Al-Maktab Al-Asriya Saida Berout), Hadith No:4681

السجستانی، ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، السنن، (بیروت: المکتبہ العصریہ صیدا، س ن)، حدیث نمبر4681

[9] Al-Mudassir (74):31

المدثر(74):31

[10]Al-Bezawi, Nasir-Ud-Deen Abu Saeed, “Anwar-U-Tanzeel Wa-Asrar-U-Taweel”, (Daar Ahya-e-Turas Al-Arabi, Berout, 1st Edition 1418 H),1/67

البیضاوی، ناصر الدین ابو سعید، انوار التزیل واسرار التاویل، (بیروت: دار احیاء التراث العربی، الطبعہ الاولیٰ،1418ھ)1/67

[11]Saeedi,Ghulaam Rasool,Allama,"Tibyan ul Quran",(Fareed Book stall,Lahore,2009),1/649

سعیدی، غلام رسول، علامہ، تبیان القرآن، (لاہور: فرید بک سٹال،2009ء)1/649

[12] Saeedi Ghulam Rasool,"Tibyan ul Quran",1/649

سعیدی غلام رسول، تبیان القرآن، 1/649

[13] AL-Baqarah (2):136

البقرہ(2):136

[14] Ghulam Rasool Saeedi,"Tibyan ul Quran",1/649

غلام رسول سعیدی، تبیان القرآن، 1/649

[15] Al-Baqarah (2):253

البقرہ(2):253

[16] Ibn-e-Maja,Abu Abd-Ul-Allah Muhammad Bin Yazeed, “Al-Sunan”, (Daar Ahya-Al-Kutub Al-Arbia),Hadith No:87

ابن ماجہ،ابو عبد اللہ محمد بن یزید،السنن،(دار احیاء الکتب العربیہ،س ن)،حدیث نمبر87

[17] Al-Mominoon (23):100

المؤمنون(23):100

[18] Al-Bukhari,Abu Abd-Ul-Allah Muhammad Bin Ismaeel, “Al-Jame Al-Sahih”, (Daar Touq Al-Nijat, 1422 H),Hadith No:1338

البخاری،ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل،الجامع الصحیح،(دار طوق النجاۃ،1422ھ)،حدیث نمبر1338

[19] Al-Mumtahina (60):3

الممتحنہ(60):3

[20] Bilyawi,Abulhafeez,"Almunjid",(Maktaba Qudousiya,Lahore,2009),1024

بلیلاوی،ابو الحفیظ،المنجد،(لاہور:مکتبہ قدوسیہ،2009ء)،ص1024

[21] Ferozuddin,Molvi,Alhaj,"Ferooz ul Lughaat",(Feroz Sons,Lahore),1450

فیروزالدی،فیروز اللغات،ص1450

[22] Lewis Mor,(Translator),Sdadi Jwad,Yasir Jwad,"Mzahib E Alam Ka encyclopedia",(Nigarshaat Bublishers,Lahore,2003),160

لیوس مور(مترجم)سعدیہ جواد،یاسر جواد،مذاہب عالم کا انسائیکلوپیڈیا،(لاہور:نگارشات پبلشرز،2003ء)،160

[23] Modoodi,Abul Alla,Sayyad,"Aljihad Fil Islma",(Lahore:Idara Tarjman ul Quran,1881),330

مودودی،ابوالاعلیٰ،سید،الجہاد فی الاسلام،(لاہور:ادارہ ترجمان القرآن،1881ء)ص330

[24] پروفیسر محمد یوسف خان،تقابل ادیان،(لاہور:بیت العلوم انارکلی بازار،س ن)ص66

[25] Nadwi, Muhsin Usmani, Prof, “Hindu Mazhab Mutala or Jaiza”, (Dehli:Qazi Publishers and Distributers), P: 56

ندوی، محسن عثمانی،پروفیسر،ہندومذہب مطالعہ اور جائزہ،(دہلی: قاضی پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز،س ن)ص56

[26] G.N Amjad,Alhaj,"Islam or Dunya K mzahib",(Mufeed Kutub Khana,Lahore,1977),361

جی این امجد،الحاج،اسلام اور دنیا کے مذاہب،(لاہور:مفید کتب خانہ،1977ء)ص361

[27] Alberoni,Abu Rehaan,"Kitab ul Hind",(Mian Chembers,3 temple Road,Lahore,2011),18

البیرونی،ابوریحان،کتاب الہند،(لاہور:میاں چیمبرز 3 ٹیمپل روڈ،2011ء)ص18

[28] Alberoni,"Kitab ul Hind",18

البیرونی، کتاب الہند، ص18

[29] Muhammad Ubaidullah,Molana,"Tuhfat ul Hind",(Makki Dar ul Kutub,Lahore,1997),40

محمد عبید اللہ، مولانا، تحفۃ الہند، (لاہور: مکی دار الکتب، 1997ء) ص40

[30] Muhammad Ubaidullah,Molana"Tuhfat ul Hind",40

محمد عبید اللہ، تحفۃ الہند، ص40

[31]Muhammad Ubaidullah,Molana,"Tuhfat ul Hind",40

محمد عبید اللہ، تحفۃ الہند، ص40

[32] Muhammad Ubaidullah,"Tuhfat ul Hind",94

محمد عبید اللہ، تحفۃ الہند، ص94

[33]Naik,Zakir Abdulkareem,Dr,"Islam Or Hindumat",(Zubair Bublishers,Urdu Bazar,Lahore),54

نائیک، ذاکر، عبد الکریم، ڈاکٹر، اسلام اور ہندومت، (لاہور: زبیر پبلشرز اردو بازار، س ن)، ص54

[34] Zakir Abdulkareem,"Islam or Hindumat",56

ذاکر عبد الکریم، اسلام اور ہندومت، ص5،6

[35] Muhammad Ubaidullah,"Tuhfat ul Hind",107

محمد عبید اللہ، تحفۃ الہند، ص107

[36] Radha,krishn Muhta,"sithyarat Parkash",(kashan Chand Company,Lahore,1954),125

رادھا، کرشن مہتا، ستھیارتھ پرکاش، (لاہور: کشن چند کمپنی، 1954ء) ص125

[37] Al-Sahim, Muhammad bin Abd-ul-Allah bin Saleh, “Al-Islam Usoolohu Wamabaduho”, (Al-Saudia: Wzarat Al-Shaoun al-Islamia wal-Okaf,1421H), 2.67

السحیم، محمد بن عبد اللہ بن صالح، الإسلام أصولہ ومبادؤہ، (وزارۃ الشؤون الإسلامیۃ والأوقاف والدعوۃ والإرشاد - المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، 1421ھ)، 2/67

[38] M.A, Hafeez Sayyad,Dr, “Gotam Budh Swaneh Hyat-O-Taleemat”, (Dehli: Anjuman traqqi, urdu), P:73

ایم اے، حفیظ سید، ڈاکٹر، گوتم بدھ سوانح حیات و تعلیمات، (دہلی: انجمن ترقی اردو (ہند)، س ن)، 73

39 M.A Hafeez, “Gotam Budh Swaneh Hyat-O-Taleemat”, P:83

ایم اے، حفیظ سید، ڈاکٹر، گوتم بدھ سوانح حیات و تعلیمات، ص83

40 Alnnadwat ul Almia lishabab il islami,” Almosoa Almesra Fil Adyan Walmzahib Walahzab almasirah”, (Daar Alndwa Alalmia,littaba Wannashar Watouzee,1420),2/760

الندوة العالمية للشباب الإسلامي، الموسوعة الميسرة في الأديان والمذاهب والأحزاب المعاصرة، (دار الندوة العالمية للطباعة والنشر والتوزيع، الطبعة: الرابعة، 1420ھ-)، 2/760

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.